REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ ربوہ

یوم سہ شنبہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ

فی پرچہ ۱۰؍

جلد ۴۷/۱۲ | ۳ احسان ۱۳۳۷ ہش ۳ جون ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۲۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ یکم جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مری سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

فرانس کی قومی اسمبلی نے جنرل ڈیگال کو وزیر اعظم بنانے کی منظوری دیدی

ملکی آئین میں بعض ناگزیر تبدیلیوں کی خاطر میں چھ ماہ کیلئے پورے اختیارات حاصل کروں گا (جنرل ڈیگال)

پیرس ۲ جون۔ فرانس کی قومی اسمبلی نے کل رات جنرل ڈیگال کو فرانس کا وزیر اعظم بنانے کی منظوری دیدی ۳۲۹ ممبروں نے منظوری کے حق میں اور ۲۲۴ نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیئے مخالفت کرنے والوں میں کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بھی شامل تھے۔ بعد ازاں جنرل ڈیگال نے بتایا کہ میں اب قومی اسمبلی سے چھ ماہ کے لئے پورے اختیارات حاصل کروں گا اس عرصہ میں ملک کی داخلی کشمکش کو دور کرنے کے علاوہ میں ملکی آئین میں بعض ناگزیر تبدیلیوں کے سلسلہ میں بعض تجاویز تیار کروں گا جنہیں بعد ازاں استصواب رائے کے لئے ملک کے سامنے پیش کیا جائے گا آپ نے بتایا کہ اس عرصہ میں ماتحت علاقوں کے متعلق فرانس کی مستقل پالیسی طے کرنے کے لئے بھی ایک جامع منصوبہ تیار کروں گا۔ کل رات جنرل ڈیگال کی کابینہ کا پہلا اجلاس صدر کوٹی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں داخلی امن و امان کے قیام کے لئے بعض اہم تجاویز پاس کی گئیں۔ جنرل ڈیگال نے اپنی کابینہ میں

(باقی صفحہ ۸ پر)

روسی وزیر اعظم کی تقریر

ماسکو ۲ جون روسی وزیر اعظم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ایٹمی تجربات بند کرنے پر ماہرین کی جو کمیٹی غور کر رہی ہے اس میں چیکوسلواکیہ ہمنگری پولینڈ اور بھارت کے نمائندوں کو بھی شامل کر لینا چاہیئے

جموں میں مسلمانوں کی جائدادیں وسیع پیمانے پر غیر مسلموں کو الاٹ کی جا رہی ہیں

سرینگر ۲ جون کشمیر پولیٹیکل کانفرنس کے سابق صدر آغا سید احمد نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ سوائے چند ضمیر فروش لوگوں کے وادی کشمیر کی پوری آبادی حق خود مختاری کی حامی ہے۔ اور اس حق کو حاصل کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ آپ نے کہا بھارت کو محسوس کرنا چاہیئے کہ کسی ملک کو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا اور کمزور ہو اس کی مرضی کے خلاف ہمیشہ کے لئے محکوم نہیں رکھا جا سکتا۔ بھارت آخر کب تک سنگینوں کے سایہ تلے ہمیں دبائے رکھے گا۔

آغا سید احمد نے مزید بتایا کہ علاقہ جموں کے مسلمانوں کی جائدادیں وسیع پیمانے پر متروکہ قرار دے کر غیر مسلموں کو الاٹ کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اس علاقہ میں آبادی کا تناسب یکسر بدل جائے۔

سیرالیون کے احمدی چیف کو خطرناک حادثہ

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج سیرالیون مشن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ

سیرالیون کے ہمارے احمدی چیف جناب قاسم کنڈا صاحب کو حج کے لئے بلاد مقدسہ روانہ ہونے والے تھے لاری کا ایک خطرناک حادثہ پیش آیا ہے۔ جس میں ان کی ایک بیٹی اور لاری ڈرائیور وفات پا گئے ہیں۔ مکرم قاسم صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے بال بال بچ گئے ہیں۔ تاہم انہیں بھی چوٹیں آئی ہیں۔ باقی دوست بخیر و عافیت ہیں۔

اب ہم حج بیت اللہ کے ارادہ سے ۴ جون کو مکہ معظمہ روانہ ہوں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں ہمارا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں فریضہ حج کو احسن طریق ادا کرنے اور دعائیں کرنے کی خاص توفیق بخشے آمین

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ر جون ۱۹۵۸ء

علم

چوہدری فضل احمد صاحب ایم آے بی۔ ٹی (پنجاب) ایم۔ اے۔ ایجوکیشن تدریس (امریکہ) لیکچرار سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور نے تعلیمی ماہنامہ "آموزش" میں ایک مقالہ شائع کیا ہے جس میں "علم۔ انسانی زندگی کی ابدی ضرورت" کے زیر عنوان "بعض ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"آج اگر ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم ہیں۔ تو یہ آزادی لہو و لعب کی آزادی نہیں۔ بلکہ ایک بلند مقصد کی تکمیل کی آزادی ہے اب ہم پوری آزادی کے ساتھ ہر قسم کے علوم و فنون کو پوری تندہی اور انہماک کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ان علوم کی مدد سے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کا نام بلند کر سکتے ہیں جس حد تک ہم اس کوشش میں کامیاب ہوں گے۔ اسی حد تک ہم اس آزادی میں پورے اتریں گے۔ جو خود ہم نے اپنے لئے پسند کی تھی۔ قائداعظم کی قیادت میں جو جنگ آزادی لڑی گئی تھی۔ اس کا مقصد بالکل غیر مبہم تھا۔ ہم مروجہ راہوں سے ہٹ کر اپنے لئے ایک نیا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ آخر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں اپنی پسند کا معاشرہ تعمیر کرنے کی پوری آزادی مل گئی۔ آزادی کی آمد کے بعد ہر سال جو گزرتا ہے۔ وہ ہم سب سے یہ سوال پوچھتا ہے کہ پرانی اور فرسودہ راہوں سے کس قدر نجات حاصل کی گئی۔ اور نئی بنیادیں کس قدر بلند ہوئی ہیں۔ پاکستانی نوجوانوں اور اداروں نے اندرون ملک اور غیر ممالک میں علم و بصیرت کے جو خزانے جمع کئے ہیں ان سے ہماری اسلامی قدروں کی کیا خدمت سر انجام دی گئی ہے۔"

(تسنیم ۲۸ مئی ۱۹۵۸ء)

پاکستان چونکہ آزاد ملک ہے اور اس کے باشندے اب وطن کی خدمت آزادی سے کر سکتے ہیں۔ ان طریقوں میں سے جو وطن کی خدمت کے لئے ہم اختیار کر سکتے ہیں ایک یہ ہے کہ ہم علوم و فنون میں اتنی ترقی کریں۔ کہ ہمارا ملک نہ صرف خود کفیل ہو جائے۔ بلکہ دنیا کی مہذب اقوام کی صف میں بے جھجک کھڑا ہو سکے۔ پہلے تو ہم کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم غلام ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق عمل نہیں کر سکتے۔ لیکن اب یہ عذر بھی جاتا رہا ہے۔ اب اگر ہم نے علوم و فنون کے حصول میں اپنا قدم آگے نہ بڑھایا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جلد یا بدیر ہم خدانخواستہ اپنی آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اس لئے چاہیئے کہ ہم ایک نئے جوش کے ساتھ علوم و فنون کے میدان میں قدم ماریں۔ اور اپنا وقت محض ایک دوسرے کو سیاسی میدان میں پچھاڑنے میں ضائع نہ کریں۔

اگرچہ بعض سیاسی لوگوں نے اپنی باہمی جنگ بازی سے ملک کی ترقی میں بہت حد تک روک ڈال رکھی ہے۔ اور جو وقت ہمارے دانشمندوں خاصکر مذہبی علماء کو پاکستانی قوم کی تعلیم و تربیت میں خرچ کرنا چاہیئے تھا وہ سیاسی پارٹی بازی میں ضائع ہو رہا ہے۔ تاہم اس میں بھی شبہ نہیں کہ ہمارے بعض طبقے صحیح ترقی کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔ اور علوم و فنون میں خاصی ترقی کر رہے ہیں۔ ان میں سے جماعت احمدیہ اگرچہ ایک چھوٹی سی دینی جماعت ہے۔ اور سیاست سے الگ رہ کر دین کی اشاعت کا کام کر رہی ہے جس میں اس کا کوئی حریف نہیں۔ پھر بھی یہی جماعت ہے جس کے افراد علوم و فنون میں کبھی کسی دوسرے سے پیچھے نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں ان باتوں میں دنیا کے سامنے پاکستان کا وقار قائم کرنے کی خاموش کوشش میں دوسروں سے بہت آگے ہیں۔

چنانچہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جو نہایت مخلص احمدی ہیں۔ اور جنہوں نے پاکستان کی وزارت خارجہ کے فرائض اپنے عہد میں نہایت قابلیت سے سرانجام دیئے ہیں۔ اس لحاظ سے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں کہ آپ بین الاقوامی قانون کے نہ صرف ماہر بلکہ مشرقی خاصکر اسلامی ممالک کے بہت بڑے چیمپئن ہیں۔

جہاں تک خالص علمی ترقی کا سوال ہے عبدالسلام صاحب جن کو حکومت پاکستان نے حال ہی میں سب سے بڑا گرانقدر انعام پیش کیا ہے امریکہ اور یورپ کی سائنسدان دنیا میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے نہ صرف دنیا کے مشہور ترین سائنسدانوں سے جن میں آنجہانی آئن سٹین بھی شامل ہیں مل کر کام کیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے علمی نکات حل کئے ہیں جو پہلے حل نہیں ہو سکے تھے۔ اس طرح احمدیت نے پاکستان کو کم سے کم یہ دو سپوت ایسے دیئے ہیں کہ جن کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تین سال کے لئے عالمی عدالت کے نائب صدر بھی منتخب ہوئے ہیں۔

الغرض احمدی اپنی تعداد کی مناسبت سے پاکستان کی علمی ترقی میں برابر کا بلکہ فائق حصہ لے رہے ہیں جس سے پاکستان کا وقار اقوام عالم میں مزید بڑھ جاتا ہے

چوہدری فضل احمد صاحب کا یہ مقالہ بعض لحاظ سے واقعی بڑا مفید ہے مگر ہمیں ان سے صرف ایک بات میں ذرا سا اختلاف ہے۔ اور وہ آپ کا یہ ارشاد ہے کہ

"جو علم بلند مقصد کی بجائے پست خواہشات کی خدمت کے لئے وقف ہو کر رہ جائے وہ طاقت نہیں بلکہ ایک لعنت ثابت ہوتا ہے۔ آج مشرق کے پسماندہ ممالک پر اس قسم کے علم کی لعنت مسلط ہے۔ ان ملکوں کے بیشتر راہنما مغرب کی مشہور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل گریجوایٹ ہیں۔ قومی زندگی کے تمام راستے ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان ملکوں کی بگڑی بننے میں نہیں آتی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ نام نہاد راہنما قیادت کے منصب کو حصول منفعت کا موقعہ خیال کرنے لگتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے علم کو اپنی پست خواہشات کی تشفی کا ذریعہ بنا کر رکھ دیتے ہیں"

(تسنیم ۲۸ مئی ۱۹۵۸ء)

اگر چوہدری صاحب کا اس سے یہ مطلب ہے کہ مغرب کے تعلیم یافتہ ملک و قوم کی صحیح خدمت نہیں کر رہے تو یہ الزام بڑی حد تک غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ مشرقی ممالک نے حال میں جو آزادی حاصل کی ہے وہ بیشتر مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کی ہمت کا ہی نتیجہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے مشرقی علوم کے ماہرین جن کو علمائے اسلام کہا جاتا ہے۔ ملک کی ہر طرح کی ترقی کے راستہ میں رکاوٹ بنے رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مغربی تعلیم یافتہ لوگ فرشتے ہیں۔ یا ان میں برے لوگ نہیں ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ لیکن سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا درست نہیں ہے۔ خود چوہدری صاحب بھی تو مغربی تعلیم یافتہ ہیں۔ اسی طرح کئی بڑے بڑے حقیقی محب وطن اور اسلام کے فدائی اور علوم و فنون کے ماہر مغربی تعلیم یافتہ بھی ہیں۔ انہی کی وجہ سے ملک میں نئے خیالات پیدا ہوئے ہیں۔ ورنہ اگر پرانی طرز کے علماء پر بات رہتی۔ تو پاکستان آج ایک نہایت پسماندہ ملک ہوتا۔ اور جو ترقی ہم دیکھ رہے ہیں وہ بھی مفقود ہوتی۔ ہمیں اپنے نظریات پیش کرنے میں حد سے نہیں گزرنا چاہیئے اور مغربی تعلیم کے فوائد اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کی خدمات قومی کو اس طرح نظر انداز کر کے تعصب کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے چوہدری فضل احمد صاحب نہ تو کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ کسی مذہبی فرقہ سے انہیں خاص قسم کے پروپیگنڈا سے مرعوب ہو کر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے

"یادگاری مسجد"

کل کے الفضل میں قارئین کرام "یادگاری مسجد" کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی اپیل پڑھ چکے ہیں ہمیں اس کے متعلق مزید زور دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسی یادگار کی تعمیر کے لئے ہر احمدی دل و جان سے مدد کرنا اپنی سعادت

(باقی دیکھیں صہ پر)

خشیت اللہ اور اس کے چند واقعات

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز
بخت گم کردہ را بیابد باز
(المسیح الموعودؑ)

(از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف)

(۲)

اسی طرح حضرت زرارہ بن اوفی جو بصرہ کے قاضی تھے ان کے متعلق ترمذی میں آیا ہے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر۔ کہ اس وقت کو یاد کرو جب قرنا پھونکا جائیگا بس وہ وقت بہت سخت ہوگا۔ بہت روئے ہچکی بندھ گئی۔ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور روح ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ترمذی میں ایک اور عجیب روایت آتی ہے۔ شفیا الاصبحی کہتے ہیں۔ وہ ایک دن مدینہ آئے اور حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کوئی حدیث سنائیے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ میں نے ایک حدیث آنحضرت صلعم سے سنی ہے جو مجھے اچھی طرح یاد ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اتنا کہا اور حضرت ابوہریرہؓ رونے لگے۔ حتیٰ کہ شدت گریہ کی وجہ سے کچھ نہ فرما سکے۔ پھر کچھ افاقہ ہوا اور کہا۔ میں تمہیں حدیث سناتا ہوں۔ اور میرے علاوہ اور دوسرا شخص اسوقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا۔ اتنا کہا اور پھر حضرت ابوہریرہؓ شدتِ جذبات کی وجہ سے رونے لگے اور اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ پھر کچھ سنبھلے منہ کو پونچھا اور کہا میں تجھے حدیث سناتا ہوں۔ جو آنحضرت صلعم نے مجھے سنائی۔ اور میں اور آپ اس گھر میں تھے (اور آنحضرت صلعم نے گھر کی طرف اشارہ کیا) اور تیسرا وہاں کوئی نہ تھا۔ اور پھر اتنا روئے کہ روتے روتے گر پڑے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ کو دیر تک سہارا دے رکھا۔ اور پھر آپ کچھ سنبھلے اور مجھے حدیث سنائی کہ قیامت کے دن جب اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور تمام مخلوق احکم الحاکمین کے سامنے دوزانو ہوگی۔ تو سب سے پہلے ایک قاری۔ ایک غازی۔ اور ایک مالدار کو کھڑا کیا جائے گا۔

اور پھر اللہ تعالیٰ قاری سے کہے گا کہ تمہیں علم ہے میں نے اپنے رسول پر کیا نازل کیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا۔ ہاں میرے مولا مجھے علم ہے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کہے گا۔ بتا پھر اس علم کے موافق تو نے کیا عمل کیا؟ وہ بندہ عرض کرے گا کہ میں اس قرآن کی رات دن تلاوت کرتا تھا۔ اللہ کہے گا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور فرشتے بھی کہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کہے گا۔ تو یہ صرف اسلئے کرتا تھا کہ لوگ کہیں یہ بڑا قاری ہے۔ تو تجھے یہ چیز حاصل ہوگئی۔ پھر مالدار کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تبارک تعالیٰ اسے کہے گا کہ کیا میں نے تجھے اتنی فراخی نہیں دی تھی کہ تجھے کسی دوسرے کا محتاج نہ رہنے دیا تھا؟ وہ شخص عرض کرے گا ہاں پروردگار۔ تو احکم الحاکمین ارشاد فرمائے گا۔ پھر تو نے کیا کیا۔ وہ بندہ کہے گا۔ اے میرے پروردگار۔ میں نے یہ مال رشتہ داروں میں تقسیم کیا۔ خدا کی راہ میں غرباء میں بانٹا۔ اللہ تعالیٰ یہ سن کر ارشاد فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے اور اسی طرح فرشتے بھی کہیں گے اور خدا فیصلہ فرمائے گا۔ کہ تو اس لئے خرچ کرتا تھا کہ لوگ کہیں یہ بڑا سخی ہے۔ جا تجھے یہ شہرت حاصل ہوگئی۔ اب غازی شہید پیش کیا جائے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا۔ تو کس لئے لڑا تھا؟ وہ کہے گا۔ میرے رب آپ نے جہاد کا حکم دیا تھا۔ اس لئے میں نے جہاد کیا اور تیری راہ میں مارا گیا۔ یہ سنکر خدا فرمائے گا۔ تو بھی جھوٹا ہے۔ اور فرشتے بھی اس فیصلہ کو بآواز بلند دہرائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ پس تو نے یہ کہلوا لیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو میرے گھٹنوں پر ہاتھ مارا اور کہا۔

اے ابوہریرہ! قیامت کے دن مخلوق میں سے سب سے پہلے ان تین شخصوں پر آگ بھڑکائی جائے گی۔ پھر یہی راوی شفیا الاصبحی ایک دن حضرت معاویہؓ کے دربار میں گئے۔ اور یہ حدیث حضرت معاویہؓ کو سنائی۔ حضرت معاویہؓ نے سنی تو کہنے لگے جب ان تینوں کا یہ حال ہے تو پھر باقی لوگ کیا کریں گے۔ اور معاویہؓ رونے لگے۔ اور اتنا روئے کہ معاویہؓ کے جلاد کہتے ہیں کہ ہم نے سمجھا۔ کہ معاویہؓ اب بچ نہیں سکیں گے۔ مرجائیں گے۔ اس آدمی نے کیا کیا۔ بہت دیر کے بعد جب معاویہؓ سنبھلے اور چہرہ کو پونچھا تو یوں گویا ہوئے۔

صدق اللہ ورسولہ من
کان یرید الحیوۃ الدنیا
وزینتھا نوف الیھم
اعمالھم فیھا وھم
فیھا لا یبخسون۔
اولٰئک الذین لھم
فی الاٰخرۃ الا النار
وحبط ما صنعوا فیھا
وباطل ما کانوا یعملون۔

کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ کرتا ہے ہم اُسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخری زندگی میں بھی آگ ہوگی۔ اور جو انہوں نے کیا وہ سب ضائع ہوگیا۔ اور وہ جو کرتے وہ بھی جھوٹ اور بے فائدہ تھا۔

بھائیو! آؤ متاع ایمان کے ساتھ ساتھ خشیت اللہ کا گراں مایہ گوہر بھی پیدا کریں اور بہتی آنکھوں سے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے دعا کریں۔

ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آنکھ کے پانی سے یار و کھیکو ۔ اسکا علاج اور بہتی آنکھوں سے اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے اس سے مانگیں کہ جب یہ موتی اس کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں تو وہ "باحیا سخی" (حیی کریمؒ) انہیں واپس نہیں کرتا۔

پس آؤ لرزتے دلوں اور نمناک آنکھوں سے اس کی رضا طلب کریں۔ اس کے عذاب سے اس کی پناہ مانگیں اور اس نے اپنے مامور سے جو وعدے فرمائے تھے ان کے ایفاء کے لئے اس کے حضور درخواست گذاریں۔ اپنے پیارے امام کی صحت اور با مراد فعال زندگی کے لئے اس سے التجاء کریں +

درخواست دعا

(از مکرم ملک عزیز احمد صاحب سیالکوٹی)

چند روز سے طبیعت پھر گرنی شروع ہوگئی ہے۔ پیٹ میں درد کی وجہ سے اسہال کثرت سے آتے ہیں معدہ اسقدر کمزور ہوگیا ہے کہ نرم سے نرم غذا ہضم نہیں ہوتی۔ بے چینی اور گھبراہٹ ہر وقت رہتی ہے۔ بخار بھی ہو جاتا ہے صحابہ حضرت مسیح موعود درویشانِ قادیان و دیگر احباب خاکسار کیلئے درد اور الحاح سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے +

ربوہ کی یادگاری مسجد

مخیّر اصحاب چندہ دیکر ثواب حاصل کریں

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالے)

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہوگا جس دن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مرکز ربوہ کے افتتاح کیلئے بیس ستمبر ۱۹۴۸ء کو ربوہ میں تشریف لائے تھے اور یہاں بہت سے مخلص احباب کی موجودگی میں بڑی دعاؤں کے ساتھ افتتاحی تقریر فرمائی تھی اور برکت کے خیال سے پانچ جانور بھی صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے تھے اس دن حضرت امیر المومنین نے ربوہ میں جو پہلی نماز ادا کی تھی اس کے نشان ایک قومی یادگار کے طور پر اسی وقت محفوظ کر لئے گئے تھے۔ یہ جگہ نقشہ آبادی ربوہ کے لحاظ سے فضل عمر ہسپتال ربوہ کے احاطہ میں آئی ہے۔ اور اب اسجگہ ایک چھوٹی سی یادگاری مسجد تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ چنانچہ جب ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فضل عمر ہسپتال کی شاندار عمارت کا افتتاح فرمایا تو اس دن اس مسجد کی بنیادی اینٹ پر بھی دعا فرمائی اور اب اس جگہ خدا کے فضل سے مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہونیوالا ہے جس پر پانچ ہزار روپے ۵۰۰۰/- کے خرچ کا اندازہ ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم یادگاری مسجد ہوگی اور قومیں اپنی یادگاروں کے ذریعہ ہی زندہ رہا کرتی ہیں۔ چنانچہ اسلام میں حج کی تمام رسوم اسی قسم کی مبارک یادگاروں کی بناء پر قائم ہیں۔ اس لئے میں جماعت کے مخلص دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے کر ان برکات سے حصہ پائیں۔ جو خدا کا گھر بنانے والوں کے لئے ازل سے مقدر ہیں اور یہ گھر تو عام گھر نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا ایک یادگاری گھر ہوگا۔ جو ہمیشہ ربوہ کی سب سے پہلی نماز کی یادگار رہے گا۔

عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد جو اس مسجد کی تعمیر کے انچارج ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اس مسجد کو بہت خوبصورت اور دلکش رنگ میں بنایا جائے اور اس کا بیرونی رنگ سفید سمینٹ کا ہو۔ جو تمام رنگوں میں بے عیب رنگ سمجھا جاتا ہے۔ پس جو دوست اس مبارک تعمیر اور خدا کے اس یادگاری گھر کے آباد کرنے میں حصہ لینا چاہیں انہیں چاہیئے کہ بہت جلد اپنے چندے کی رقوم عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ کے نام یا افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بھجوا کر ثواب حاصل کریں۔ اور منی آرڈر یا بیمہ وغیرہ میں یہ صراحت کر دی جائے کہ یہ چندہ ربوہ کی یادگاری مسجد کے لئے ہے۔ اس مسجد میں ایک کتبہ بھی نصب کیا جائے گا۔ جس میں اس کے ضروری یادگاری کوائف درج کئے جائیں گے۔ دنیا کے اموال تو آنے جانے والی چیزیں ہیں۔ اور دنیا کے گھر بھی ایک مٹنے والی جائداد ہے۔ مگر خدا کا گھر اور اُسے آبادی کرنے کا ثواب ایک دائمی برکت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ دوست جو اس برکت میں حصہ دار بنیں۔ فقط والسلام

مرزا بشیر احمد ربوہ

یوم خلافت کی تقریب پر جماعت احمدیہ ربوہ کے جلسہ کی روئداد

خلافت کی ضرورت اہمیت اور اسکی برکات پر علمائے سلسلہ کی تقاریر

قسط ۱

جلسہ سات بج کر دس منٹ پر زیر صدارت مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس شروع ہوا۔ حافظ محمد یوسف صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ منصور شاھد۔ محمد احمد صاحب حیدرآبادی اور حبیب اللہ خاں صاحب درد نے علی الترتیب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کا منظوم کلام پیش کر کے حاضرین کو محظوظ کیا

مولوی قمر الدین صاحب کی تقریر

سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی قمر الدین صاحب کی تھی۔ آپ نے بتایا کہ غیر مبائعین کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کی صحیح جانشین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ مگر اس کے خلاف ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول کے طور پر انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور جماعت کا پہلا اجماع جس بات پر ہوا وہ خلافت ہی کا مسئلہ تھا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ خلافت کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث سے بھی ملتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آیت استخلاف کے ماتحت حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے اور اپنے اپنے وقت میں فرائض دینیہ بجا لاتے رہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس زمانہ میں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ سلسلہ خلافت شروع نہ ہوتا۔ احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ پہلی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ختم ہو جانے کے بعد ایک دفعہ پھر امتی نبوت قائم ہوگی۔ اور اس کے بعد اس کے منہاج پر خلافت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ ابواب الفتن)

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے۔ جس میں جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت کے جاری ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا اور ثابت کیا کہ الوصیت میں جس قدرت ثانیہ کا جو وعدہ دیا گیا ہے۔ اس سے مراد خلافت ہی ہے۔ اور یہ بات ہم آج ہی نہیں کہہ رہے۔ شروع سے ہی ہمارا عقیدہ رہا ہے۔ اور غیر مبائعین کے بڑے بڑے لیڈر بھی ایک عرصہ تک "قدرت ثانیہ" کی یہی تشریح کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے انتخاب کے بعد جماعت کے نام جو پہلا پیغام جاری کیا گیا۔ اور جس پر تمام معتمدین کے دستخط تھے اس قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہی لی گئی ہے۔ اور پھر چھ سال تک یہ سب لوگ حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت میں منسلک رہے ہیں

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا دراصل شروع میں ان لوگوں نے صرف خلیفہ کے اختیارات کا مسئلہ کھڑا کیا۔ نبوت کفر و اسلام وغیرہ کا کوئی جھگڑا نہیں تھا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی تمام اختیارات اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان پر کوئی حاکم ہو چنانچہ خلافت ثانیہ کے وقت بھی وہ بعض شرائط پر بیعت کے لئے تیار ہو گئے تھے لیکن چونکہ وہ شرائط منظور نہ کی گئیں اسلئے وہ الگ ہو گئے اور آہستہ آہستہ جماعت سے دور ہوتے چلے گئے۔ خلیفہ کے اختیارات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے جو

مسلک اختیار کیا ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے بھی اسے درست قرار دیا اور انہوں نے پیغام صلح ۷ فروری ۱۹۱۴ء میں ایک مقالہ سپرد قلم کیا اس میں انہوں نے تسلیم کیا کہ جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ میں عملی طور پر تن من دھن کی قربانی کی بیعت کی ہو۔ مستقل اور پائیدار ترقی محال ہے۔

پس سارا جھگڑا حصول اقتدار کا تھا ورنہ اندرونی طور پر ان عقائد سے اختلاف نہیں کیا گیا جو مبایعین کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آج تک الوصیت کا کوئی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکے جس کے ماتحت انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کی۔

مولانا ابوالعطاء صاحب کی تقریر

مولانا ابو العطاء صاحب نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تشریعی انبیاء جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے کے فیوض کو دیر تک جاری رکھنے کے لئے تین ذرائع اختیار فرماتا ہے (۱) غیر تشریعی انبیاء کا وجود (۲) خلفائے راشدین۔ (۳) اولیاء اور مجددین۔ شریعت کو قائم رکھنے کے یہ تین مستقل ذرائع ہیں۔ غیر تشریعی انبیاء دین کو دوبارہ صحیح رنگ میں قائم کرتے اور اسے معجزات اور نشانات کے ذریعہ دلوں میں راسخ کرتے ہیں مگر وہ بھی فوت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بعد خلفاء اور اولیاء کا سلسلہ قائم کرتا ہے جو روحانی لگن۔ جوش اور ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ ان کا نصب العین بھی انبیاء کا نصب العین ہی ہوتا ہے وہ ان کے صحیح جانشین ہوتے ہیں اور ان کے احکام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد جو سورہ جمعہ کے شروع میں بتایا گیا ہے یہ ہے کہ تلاوت آیات۔ تزکیہ نفوس۔ تعلیم کتاب و حکمت۔ خلفاء بھی اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیتے ہیں۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ اسلام اجتماعی دین ہے وہ تنہائی کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام انفرادی طور پر محض عابد و زاہد نہیں بناتا بلکہ وہ ساری انسانی نسل کی اصلاح مومن کے فرائض میں شامل کرتا ہے۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ایک نظام ہو۔ وحدت ہو ہر شخص کو اطمینان ہو۔ اور یہی باتیں خلافت سے مخصوص ہیں خلافت کے ذریعہ روحانی سلسلوں کی تنظیم کی جاتی ہے۔ غرباء کے حقوق کو قائم کیا جاتا ہے۔ اشاعت دین کی جاتی ہے۔ تزکیہ نفوس کیا جاتا ہے۔ پھر تلاوت قرآن اور تعلیم حکمت خلافت کے مقصد میں شامل ہیں گویا خلافت نبوت کا تتمہ ہے وہ اس کا ظل اور پرتو ہے اور جس طرح نبوت کی برکات کا انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح خلافت کی برکات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خلافت نبوت کے مقاصد کو نمایاں طور پر پورا کرنیکا ذریعہ ہے۔ اسلام کا نظام اور اجتماعی قوت خلافت کے وجود سے وابستہ ہے اس لئے اسلام نے نبوت کے بعد خلافت کو یہی درجہ دیا ہے۔ جس جماعت کو خلافت ایسی نعمت میسر آ جائے اس پر لازم ہے کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرے اور ان حقوق اور فرائض کو ادا کرے جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کئے ہیں۔ تبھی وہ اس کے برکات سے پوری طرح فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب کی تقریر

پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خلافت نبی کی حیات ثانیہ کا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہاماً بتایا گیا تھا

”میں تجھے موت کے بعد حیات بخشوں گا“

اس لئے جماعت احمدیہ میں بھی خلافت کا ہونا ضروری تھا۔ نبوت اور رسالت کا مقام وہ مقام ہے جو تجلیات الٰہیہ کا براہ راست مورد و مہبط ہوتا ہے۔ انہی برکات کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے۔ وہ خلیفہ کے ذریعہ سارے مومنوں کو اپنے فیوض سے مستفید کرتا ہے خلافت کو قرآن کریم نے ری فلکٹر قرار دیا ہے جس کے ذریعہ نبوت کے انوار و فیوض کو ایک لمبے عرصہ تک ممتد کیا جاتا ہے اور ہر نبوت کے بعد خلافت کا قائم ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ جیسے احادیث میں آتا ہے ماکانت النبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ۔ نظام اور وحدت کو قائم رکھنے کے لئے ایک شخص کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہ انتخاب مومنوں سے کروایا جاتا ہے تا انہیں عزت دی جائے اور بتایا جائے کہ وہ بھی اس کام میں علیٰ حسب الاخلاص شامل ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا۔ اگرچہ خلیفہ کا انتخاب جماعت کے افراد سے کرا دیا جاتا ہے مگر اس کا تقرر خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے وہ جسے چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ وہ لوگوں کے قلوب کو اس کی طرف مائل کر دیتا ہے اور انہیں اس کے ہاتھ پر جمع کر دیتا ہے اور چونکہ یہ تصرف خدا تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اگرچہ انتخاب جماعت کرتی ہے۔ مگر سمجھا یہی جاتا ہے کہ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔ ہاں جب مومنوں کی جماعت اپنے اعلیٰ مقام سے نیچے گر جاتی ہے اور اپنے کام اور ذمہ داری کو ادا نہیں کرتی۔ تو اللہ تعالیٰ خلفاء کو براہ راست مقرر فرماتا ہے۔ اس قسم کے خلفاء کو اسلام میں مجددین کا نام دیا گیا ہے۔

آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ جب تک کوئی جماعت نور نبوت کو اپنے اندر رکھتی ہے خلافت انہیں حاصل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جب کوئی جماعت اس خلافت کے بار کو اٹھانے سے من حیث الجماعت انکار کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ خلافت کو بھی اٹھا لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس مقام پر اس وقت تک قائم رکھتا ہے جب تک کہ وہ مقاصد پورے نہ ہو جائیں جو کوئی نبی لیکر دنیا میں آتا ہے کیونکہ اس کے مقاصد کی تکمیل خلافت کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الوصیت میں قدرت ثانیہ کے وجود کو دائمی اور تا قیامت قرار دیا ہے۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ایسا نظام جاری رکھیں کہ آئندہ نسلوں کی احسن طور پر تعلیم و تربیت ہوتی رہے اور خلافت کی اہمیت ان کے مدنظر رہے اور ساتھ ساتھ دعاؤں میں بھی لگی رہے تا خلافت ایسی نعمت عظمیٰ اسے قیامت تک میسر رہے۔

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا خلیفہ وقت معزول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا تقرر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کو اختیارات خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں۔ قوم میں اسے بالادستی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کا مقام جماعت کے نیچے ہے یا اوپر۔ اگر اس کا مقام جماعت سے اوپر ہے تو خلیفہ کے عزل کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

دنیوی نظاموں اور روحانی نظاموں میں فرق ہے۔ دنیوی نظام نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے اور روحانی نظام اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے۔ دنیوی نظاموں میں بادشاہ یا صدر کو بالادستی حاصل نہیں ہوتی بالادستی کونسل کو حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے جب کونسل چاہے صدر کو معزول کر سکتی ہے۔ لیکن روحانی نظاموں میں بالادستی خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے جماعت کو نہیں اس لئے جماعت اسے معزول نہیں کر سکتی۔ (باقی)

تلاش گمشدہ

میرا بیٹا عطاء الحق عمر ۲۲ سال۔ قد پانچ فٹ آٹھ انچ رنگ گندمی۔ کتابی چہرہ ۲۷ مئی سے لاپتہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو تو خاکسار کو اطلاع کر دیں۔ اگر وہ خود یہ اعلان دیکھے تو اسے تاکید ہے کہ واپس آ جائے۔ اس سے کوئی پرسش نہیں کی جائے گی۔ اس کی والدہ بہت پریشان ہے۔

(چوہدری) ولی الحق چک ۳۶۷ ج ب جیا نوالہ ڈاکخانہ خاص براستہ گوجرہ ضلع لائلپور

ضروری اعلان

”مولوی جلال الدین صاحب ڈسکوی حوالدار جہاں کہیں بھی ہوں اپنے ایڈریس سے مطلع کریں۔ اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ناظر امور عامہ)

بارھواں پی۔ ایم۔ اے شارٹ کورس

ای۔ ایم۔ ای سپیشل ٹیکنیکل آفیسرس کیڈر کے امیدواران کے لئے الیکٹریکل یا مکینکل یا مائننگ و میٹلرجی کی ڈگری یا ایم۔ ایس۔ سی فزکس کیمسٹری یا ریاضی یا پی۔ ایچ۔ ڈی فزکس یا کیمسٹری یا ریاضی۔ آخری تاریخ برائے درخواست ۳۰-۶-۵۸۔

(پاکستان ٹائمز ۲۸-۵-۵۸) (ناظر تعلیم۔ ربوہ)

ولادت

میرے بیٹے عزیز حمید احمد صاحب بھٹی کو نیروبی مشرقی افریقہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام نوید احمد تجویز کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو احمدیت اور اسلام کا عملی نمونہ بنائے اور دینی اور دنیوی برکات کے ساتھ لمبی عمر دے۔ (بشیر احمد بھٹی۔ احمد کرشل کالج راولپنڈی)

یوم خلافت کی تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

پشاور

مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء کو بعد نماز عصر جماعت احمدیہ پشاور نے مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں زیر صدارت جناب قاضی محمد یوسف صاحب یوم خلافت کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد صاحب صدر نے نصف گھنٹہ تک اپنے چشم دید حالات بیان فرمائے کہ کس طرح اہل پیغام نے خلافت کو مٹانے کے لئے کوششیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جماعت کے ذریعہ خلیفہ منتخب فرمایا۔ مرزا آفتاب احمد صاحب اور مرزا نثار احمد صاحب نے خلافت کی برکات کے بارے میں نظمیں پڑھیں۔ اور مکرم مولوی چراغ الدین صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ نے سوا گھنٹہ تقریر کی۔ آپ نے اپنے مضمون میں خلافت کی تعریف۔ خلافت کی غرض و غایت۔ خلافت کی ضرورت اور خلافت کی اہمیت اقوال سلف صالحین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے روشنی ڈالی۔

جلسہ میں غیر احمدی اور غیر مبائع احباب بھی موجود تھے۔ محترم صاحب صدر نے دعا پر جلسہ کو ختم کیا۔ (خاکسار شمس الدین امیر جماعت احمدیہ پشاور)

۲۸ مئی ۱۹۵۸ء

ڈیرہ غازی خان

جلسہ یوم خلافت ۲۷/۵۸ء بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ ڈیرہ غازیخان میں منعقد ہوا۔ جس میں انصار، اطفال، خدام، لجنہ اماء اللہ نے دلچسپی اور شوق سے حصہ لیا۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی جو مکرم محمد حنیف صاحب قمر نے کی۔ اس کے بعد خاکسار نے نظم پڑھ کر سنائی۔ ملک عزیز محمد صاحب وکیل نے آیت استخلاف (سورہ نور) پڑھی اور امام صادق کی جو صفات ہوتی ہیں ان کو بیان کر کے بتایا کہ حضور کا وجود اس زمانہ میں نہایت مبارک ہے۔

اس کے بعد مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر امیر جماعت احمدیہ نے برکات خلافت پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتلایا کہ خلافت کے ساتھ آٹھ قسم کی برکات وابستہ ہیں۔ اور پھر ان کو ایک ایک کر کے بیان کیا۔

آخیر میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درازی عمر اور کامیابی مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے درد دل سے دعا کی گئی اور جلسہ کامیابی اور خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

(خاکسار۔ ایم عبدالرحمن احمدی سیکرٹری اصلاح و ارشاد ڈیرہ غازی خان۔)

۲۸/۵۸ء

شیخوپورہ

مورخہ ۲۷/۵۸ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ شیخوپورہ میں یوم خلافت کا اجلاس مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر ضلع کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت اور خلافت کی اہمیت کو بیان فرمایا۔

اس کے بعد قریشی سعید احمد صاحب اظہر "مجاہد" مربی سلسلہ نے تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلافت کے متعلق تفسیری نوٹ پڑھ کر سنائے۔ پھر مکرم ملک حبیب الرحمن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز نے اپنی تقریر میں بتایا کہ خلافت کے متعلق فتنوں کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ پھر مکرم مرزا شکر علی صاحب نے احباب کی توجہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۱۹۳۶ء کے ایک خطبہ کی طرف دلائی جس میں بتایا گیا ہے کہ احمدیت کا غلبہ کیونکر نزدیک سے نزدیک تر ہو سکتا ہے۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے صدارتی تقریر فرماتے ہوئے احباب کو بتایا کہ احمدیت کی اشاعت کے لئے ہم سب میں ایک شوق اور ولولہ اور ایک تڑپ ہونی چاہیئے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے ابتدائی زمانہ میں ماننے والوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ آخر میں اپنے پیارے آقا کی صحت والی لمبی عمر کے لئے درد و رقت سے دعا کی گئی۔

سیکرٹری اصلاح و ارشاد
جماعت احمدیہ شیخوپورہ

لائل پور

جماعت احمدیہ شہر لائلپور کا جلسہ یوم خلافت مورخہ ۲۷ مئی کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم مولوی عبید اللہ صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مسعود صاحب انڈونیشین نے کی۔ اور نظم محمود احمد صاحب حیدر آبادی نے پڑھی۔ پھر مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب نے "اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت کا ثبوت" کے عنوان پر تقریر کی اور جماعت احمدیہ میں خلافت کا ثبوت پیش کیا۔ مکرم ملک عبدالحلیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے سلسلہ خلافت کے قیام کے ثبوت پیش کئے۔ ان کے بعد سید علی احمد صاحب طارق ابن سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے خلافت احمدیہ کے موضوع پر مضمون سنایا۔

پھر مکرم بشیر احمد صاحب شاہد نے نظم پڑھی۔ اور مکرم شیخ عبدالعزیز صاحب نے خلافت اولیٰ کے قیام کے بعض چشم دید واقعات بیان فرمائے۔ اور مکرم شیخ محمد یوسف صاحب نے وابستگان خلافت کے ساتھ تائیدات الٰہیہ کے بعض حالات کا تذکرہ فرمایا۔ اور ان کے بعد مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ نے برکات خلافت پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ کبھی کوئی انجمن تزکیہ نفوس نہیں کر سکتی یہ کام نبوت یا خلافت کے ذریعہ ہی ہوا کرتا ہے آخیر میں مربی سلسلہ احمدیہ مولانا سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل نے تقریر فرمائی۔ اور اکابر غیر مبائعین کے خیالات در بارہ اثبات و نفی خلافت بتاتے ہوئے ثابت کیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اسلئے وہ مطاع ہوتا ہے اور معزول نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ سلسلہ خلافت دائمی ہے۔ اور قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔ اور وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین ہے۔ دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی

خاکسار فضل کریم سیکرٹری اصلاح و ارشاد
لائل پور شہر

قصور

مورخہ ۲۷/۵۸ء بعد نماز مغرب مسجد سنٹرل فلور ملز قصور میں جلسہ منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید قریشی نور احمد صاحب نے کی — نظم عزیز شوکت نے خوش الحانی سے سنائی۔

عزیز محمد ہادی فاروقی نے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ارشادات "مضمون پڑھا۔

ازاں بعد شیخ محمد اسلم صاحب جنرل مرچنٹ قصور نے خلافت کے متعلق تقریر کی اور قریشی نور احمد صاحب نے ایک مضمون مندرجہ الفضل خلافت نمبر پڑھ کر سنایا ٹریکٹ خلافت دوستوں میں تقسیم کیا گیا اور جلسہ بعد دعا بخیر و خوبی ختم ہوا۔

محمد صادق فاروقی
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ قصور

کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ

جماعت احمدیہ کھیوہ باجوہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۷ مئی بوقت ۳ بجے دوپہر تا ۵ بجے شام مسجد احمدیہ مقامی میں خاکسار کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ اور نظام خلافت کے موضوع پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ الٰہی جماعتوں کی روحانی زندگی کا دار و مدار ہی نظام خلافت سے وابستگی میں ہے۔ اور خلافت ایسی نعمت کے چھن جانے سے قوموں پر تباہی و بربادی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ خاکسار کے بعد محترم منشی ثناء اللہ صاحب آف جیدی پور نے "وابستگان خلافت کی عظیم الشان کامیابی اور منکرین خلافت کی ناکامی" کے عنوان سے ایک تحریر شدہ مضمون پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی نے "جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کی ضرورت و اہمیت اور منکرین خلافت کے بعض اعتراضات کی حقیقت" کے موضوع پر مدلل تقریر کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ نظام خلافت کی کیا کیا برکات ہیں اور جو لوگ خلافت کے باغی ہوتے ہیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

جلسہ میں نہ صرف مقامی افراد جماعت ہی نے بکثرت شمولیت کی۔ بلکہ بعض دیگر مقامات سے بھی احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ اجلاس کی کارروائی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار بشیر احمد امیر جماعتہائے احمدیہ
حلقہ کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ

میرپور (آزاد کشمیر)

جماعت احمدیہ میرپور کا اجلاس بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مبشر احمد نے کی عزیزان محمد اجمل اور محمود احمد نے اجلاس کے دوران میں نظمیں سنائیں۔ خاکسار نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی۔ اور پھر مکرم قاضی محمد برکت اللہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ اجلاس کا اختتام دعا پر ہوا۔

([illegible] میرپور)

ترکستان پر روسی یلغار کی ہولناک داستان

(منقول از نوائے وقت ۱۸ مئی ۱۹۵۸ء)

"روسی ترکستان میں کسی زمانہ میں ساٹھ ہزار مساجد تھیں۔ جن میں چھ کروڑ سے زائد مسلمان نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اب بیرونی سیاحوں کو دکھانے کے لئے صرف پانچ سو مسجدیں باقی رہ گئی ہیں۔ باقی کو تفریح گاہوں اصطبلوں اور فوجی چوکیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر مساجد کے دروازوں پر سٹالن کے مجسمے نصب کر دیئے گئے ہیں۔ ترکستان کے لوگ کبھی آزاد تھے آج وہ نہ صرف جسمانی اور ذہنی بلکہ روحانی طور پر بھی غلام بنائے جا چکے ہیں۔ وہ انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ لوگ کبھی انتہائی مطمئن اور خوش حال تھے اب وہ اپنے کمیونسٹ آقاؤں کے نوآبادیاتی نظام کو قائم رکھنے کے لئے غلاموں کی طرح مشقت کرتے ہیں کبھی وہ امیر تھے۔ اب وہ کمیونسٹوں کی جنت میں افلاس اور فاقہ کشی میں مبتلا ہیں۔ ان کی سرزمین میں کبھی فلسفی۔ مفکر اور عظیم النفس دان جنم لیتے تھے۔ اب وہ محض کاشت کار بن کر رہ گئے ہیں۔"

یہ الفاظ مشرقی ترکستان کے سابق ڈپٹی گورنر جنرل اور نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر محمد امین بغرا نے نمائندہ نوائے وقت سے کہے مسٹر محمد امین بغرا آجکل پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں تاکہ پاکستانی عوام کو بتائیں کہ آہنی پردے کے پیچھے ان کے دینی بھائیوں پر کیا گذر رہی ہے۔

تاریخی پس منظر

بغرا صاحب موجودہ مہذب دنیا کے اس علاقے کی ترجمانی کرتے ہیں جسے کسی دور میں مسلم تمدن کا گہوارہ کہا جاتا تھا ترکستان کریمیا، آذربائیجان اور کاکیشیا کے علاقوں میں سُرخ جنت کے دوسرے حصوں کی طرح زندگی خاک بسر ہے۔ سوویت یونین کے مسلمانوں کو لادینیت کی تعلیم جبراً دی جا رہی ہے۔ مساجد کو مسمار کیا جا رہا ہے مسلمان عورتوں اور بچوں کو مذہب کا نام لینے پر سر بازار کوڑے مارے جاتے ہیں۔ گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور انہیں بزور شمشیر یہ کہنے پر مجبور کیا جاتا ہے کہ مذہب ایک قدیم اور دقیانوسی نظریہ ہے۔ ہمیں مذاہب کے خلاف جنگ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ مارکسزم کا پہلا زینہ یہی ہے۔

مسٹر محمد امین بغرا کو ۱۹۴۹ء میں ان کے آبائی وطن سے محض اسلئے نکال دیا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو اشتراکی حکمرانوں کے خلاف اکسا رہے تھے۔ ان کی جلاوطنی کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے اس خطہ ارض سے دُنیا کے دوسرے ملکوں کو ہجرت کی۔ ان میں سے کچھ لوگ راولپنڈی میں بھی آباد ہو گئے ہیں جن کے جسموں پر اب بھی سنگینوں اور گولیوں کے نشانات موجود ہیں۔ ان کے آبائی وطن کا مجموعی رقبہ ۲۸۰ ۷ ۴ ۷ ۱ کیلومیٹر ہے اس کے شمال میں سائبیریا اور روس، جنوب میں ایران، افغانستان، پاکستان، اور تبت مشرق میں چین اور منگولیا اور مغرب میں بحیرہ اسود اور ترکیہ واقع ہیں ان علاقوں کی تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو معمولی سے فرق کے ساتھ ترکی زبان بولتے ہیں۔

اس خطہ ارض میں اسلام کی روشنی حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں آذربائیجان کی فتح کے بعد پہنچی تھی۔ اس کے کچھ حصہ کے لوگوں نے اسلام کی حقانیت کو دل سے قبول کیا۔ اور کچھ نے جزیہ دینا گوارا کیا۔ ترکستان میں خوارزم کا علاقہ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں فتح کیا گیا۔ اور ماوراء النہر میں ولید بن عبد الملک کے عہد میں قتیبہ ابن مسلم نے اسلام کا پرچم لہرایا یہ وہی دور ہے۔ جب ہندوستان میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا۔ ترکستان کے مشرقی حصوں میں اسلام نہایت پُرامن طور پر پھیلا۔ اور ۳۲۳ عیسوی میں مشرقی ترکستان کی حکومت کا مذہب اسلام بن گیا۔ جب خاقان ستوق بغرا خان نے اسلام قبول کیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹوں نے غیر مسلم ترک قبائل سے متعدد جنگیں کیں۔ یہ جنگیں انہی ایام میں ہوئیں۔ جب ہندوستان پر محمود غزنوی نے حملہ کیا۔ کاکیشیا میں اسلام کا پرچم بنوامیہ کے دور اقتدار میں لہرایا گیا اور یورپی روس کا ترک علاقہ ۹۲۱ء میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ ان دنوں بلغار ترکوں کی سلطنت بہت قوی اور روس اس کے زیر نگیں ایک معمولی سی ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ بلغار کے حکمران الالمس یلچی خان نے ہی عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کو مسلمان علماء بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ جو علما اس خطہ میں بھیجے گئے تھے۔ ان میں جلیل القدر مصنف اور مفکر ابن خلدون بھی شامل تھا کریمیا کے لوگوں نے اس علاقہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اس علاقہ نے جو ترقی کی اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اسی علاقہ سے امام بخاریؒ امام ترمذی۔ فارابی۔ ابن سینا اور دوسرے عظیم مفکروں نے جنم لیا۔ اس خطہ نے زراعت آبپاشی۔ صنعت و حرفت اور دوسرے شعبوں میں جو کارنامے انجام دیئے وہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔ ترقی کا یہ سلسلہ سترھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ مگر اس کے بعد یہ خطہ مختلف ٹکڑوں میں بٹ گیا۔

روسی جارحیت

مشرقی ترکستان کے سابق ڈپٹی گورنر جنرل نے نمائندہ نوائے وقت کو بتایا کہ مشرقی ترکستان کے زوال کا بڑا سبب اس کے حصے بخرے کرنا اور مغربی طاقتوں کا بتدریج عروج تھا۔ اس کا سلسلہ تقریباً تین سو سال قبل شروع ہوا تھا اور روسیوں نے یورپی ملکوں کی امداد سے آہستہ آہستہ غلبہ پانا شروع کیا۔ روسی جارحیت کا پہلا شکار ریوران کا علاقہ بنا۔ جارحیت کا یہ سلسلہ سولہویں صدی سے انیسویں صدی تک جاری رہا۔ اس دوران مغربی ترکستان کو پانچ نام نہاد جمہوریتوں میں تقسیم کر دیا گیا جن کے نام تازقستان۔ ازبکستان۔ تاجکستان۔ ترکمانستان اور کرغستان رکھے گئے۔ اگرچہ مسلمانوں نے کچھ عرصے تک بیرونی حملوں کے منہ توڑ جواب دیئے۔ مگر اپنے اندرونی انتشار کے سبب وہ کمزور سے کمزور تر ہوتے گئے۔ اور بیرونی غلامی سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

مشرقی ترکستان پر چینیوں کی یلغار اٹھارھویں صدی کے وسط میں شروع ہوئی اور تقریباً ڈیڑھ صدی میں چینیوں کے خلاف اکاون بار بغاوت ہوئی ترکستانیوں نے تین بار مکمل آزادی حاصل کی لیکن چینیوں کی مسلح افواج اور جدید اسلحہ کے سامنے وہ پیش نہ پا سکے۔

روس میں بالشویک انقلاب کے وقت آذربائیجان۔ کاکیشیا۔ کریمیا۔ یورال اور مغربی ترکستان نے بھی زار روس کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور اپنی آزاد حکومتیں قائم کریں جنہیں خود بعد کی روسی حکومت اور بعض دوسری حکومتوں نے بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن تقریباً تین سال کے بعد بالشویک اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے۔ انہوں نے تمام معاہدوں کو ختم کر کے ان ریاستوں پر کھلم کھلا حملے کرنا شروع کر دیئے اور انہیں سوویت روس میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۲۵ء میں مغربی ترکستان کی ریاستوں کا الحاق مکمل ۱۹۳۵ء مکمل ہونے کے بعد مشرقی ترکستان پر چینیوں نے پے در پے یلغار شروع کر دی جس کا سلسلہ ۱۹۴۹ء تک جاری رہا۔ اب اگرچہ اس علاقے پر چینی کمیونسٹوں نے مکمل طور پر قبضہ رکھا ہے، مگر ترکستان کے مجاہد اب بھی اپنی آزادی کے لئے بڑی جانبازی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

نام نہاد مذہبی آزادی

گذشتہ چند سال میں روس کی طرف سے یہ پراپیگنڈا عام ہو گیا ہے کہ سوویت یونین میں عموماً اور ترکستان میں خصوصاً مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے اور مذہبی رسوم کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں۔ یہ پراپیگنڈا صرف روس کے زرخرید علماء کے ذریعہ کرایا جاتا ہے بلکہ ۱۹۵۵ء کے دوران میں خروشیف۔ مکھیڈ خرف (سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے سیکرٹری جو خود بھی ترکستانی ہیں) اور ترکستان کے سرخ مفتی کے بیانات بھی مختلف اخبارات میں اسی نام نہاد مذہبی آزادی کے بارے میں شائع ہو چکے ہیں۔ خروشیف نے کشمیر میں اسی آزادی کی ڈھنڈورا پیٹا اور سرخ مفتی نے لیبیا میں طرابلس کے ایک اخبار "الرعید" میں ایسا بیان شائع کرایا لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

سابق ڈپٹی گورنر جنرل نے بتایا کہ ترکستان میں مذہب کو اس بری طرح کچلا گیا ہے کہ اب وہاں کے مسلمانوں کے لئے اسلام کا نام لینا بھی جرم عظیم بن گیا ہے۔ اسلام کو پامال کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ان کی بعض مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۹۲۶ء میں ترکستان کی آخری شرعی عدالت ختم کر دی گئی۔ ۱۹۲۷ء میں تمام مذہبی سکول بند کر دیئے گئے۔ ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان تمام امام۔ تمام علماء اور دوسرے رہنما مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں تمام مساجد یا تو شہید کر دی گئیں یا انہیں جیل خانوں۔ بیرکوں۔ گوداموں اور اصطبلوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ روسی پولیس نے مسلمانوں سے قرآن حکیم کے تمام نسخے زبردستی چھین لئے۔ اور انہیں نذر آتش کر دیا۔ سوویت حکومت سے قبل ترکستان میں مذہبی تعلیم کے لئے ۵۹۵ مکتب تھے جن میں اب ایک بھی باقی نہیں رہا۔

ترکستان سے اسلام ختم کرنے کے لئے نہ صرف مسلمانوں پر جبر و تشدد سے کام لیا گیا۔ بلکہ ان کے طرز حیات پر بھی بندشیں لگائی گئیں۔

(باقی ۶)

کشمیر اور نہری پانی کے مسائل پر متفقہ طور پر اہم فیصلے

ملکی مفاد کے پیش نظر فیصلے خفیہ رکھے جائیں گے

کراچی ۲ جون حکومت پاکستان کی کشمیر کمیٹی کا دوسرا اجلاس کل کشمیر اور نہری پانی کے تنازعات کے سلسلہ میں بعض متفقہ فیصلے کرنے کے بعد ختم ہو گیا۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ملکی مفاد کے پیش نظر ان فیصلوں کا انکشاف کرنا مناسب نہیں۔

کشمیر کمیٹی کے اجلاس کی صدارت وزیر اعظم ملک فیروز خان نون نے کی اور اس میں تین سابق وزرائے اعظم چوہدری محمد علی، مسٹر حسین شہید سہروردی اور مسٹر چندریگر کے علاوہ وزارت خارجہ کے افسروں اور مشیروں نے بھی شرکت کی۔ کشمیر کمیٹی کا پہلا اجلاس ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء کو کراچی میں ہوا تھا۔ کمیٹی نے اس مسئلہ پر غور کیا کہ کشمیر پر بھارت کے مسلسل قبضہ اور اس ریاست میں از سر نو تشدد کی مہم سے پاکستان کو جو خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ کشمیر کمیٹی نے اس خطرہ پر بھی غور کیا جو پاکستان کو نہری پانی سے محروم کرنے کی بھارتی دھمکیوں سے پیدا ہوا ہے۔ ان مسائل پر مکمل غور و خوض کے بعد کشمیر کمیٹی نے بعض متفقہ فیصلے کئے۔ اجلاس ختم ہونے پر ایک اعلان میں بتایا گیا کہ

" اعلیٰ سطح کی کمیٹی نے اس مسئلہ پر غور و خوض جاری رکھا کہ کشمیر میں بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائی اور نئے سرے سے تشدد کی مہم سے پاکستان کو جو خطرہ پیدا ہوا ہے اس کا مؤثر مقابلہ کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ پاکستان کو نہری پانی سے محروم کرنے کے لئے بھارت کی دھمکی پر بھی غور کیا گیا ان مسائل کے سب پہلوؤں پر مفصل بحث کے بعد متفقہ فیصلے کئے گئے جن کا انکشاف نہیں کیا جا سکتا۔"

مقبوضہ کشمیر سے مسلمانوں کا نقل وطن

مظفر آباد یکم جون اطلاع ملی ہے کہ پونچھ شہر میں جنگ آزادی کے دوران بھارتی فوج نے جن مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا تھا ان میں سے بے شمار مسلمان آزاد کشمیر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ ان مسلمانوں نے بتایا ہے کہ پونچھ شہر میں مسلمانوں کی گرفتاریوں اور انہیں نشانہ انتقام بنانے کی نئی مہم کا آغاز ہو گیا ہے شیخ عبداللہ کی حمایت کے الزام میں گرفتار ہونے والے مسلمانوں سے انسانیت سوز سلوک روا رکھا جاتا ہے اور ان لوگوں سے پاکستان سے وابستگی اور بم پھینکنے کی وارداتوں وغیرہ کے بارے میں اقبالی بیانات حاصل کرنے کے لئے انتہائی وحشیانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔

ملتان ڈویژن میں آم کی پچاسی فیصد فصل تباہ ہو گئی

ملتان ۲ جون۔ ملتان ڈویژن میں اس سال آم کی فصل کو کیڑوں اور خلاف معمول موسمی حالات کے باعث سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ اس سال پیداوار بہت کم ہو گی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق نقصان کا اندیشہ پچاسی فیصد ہے۔

اندازہ ہے کہ آم کے کیڑوں کے زبردست حملے کی وجہ سے قریباً ۶۶ فیصد فصل تباہ ہو گئی ہے اور باقی انیس فیصد فصل کو گذشتہ اپریل میں خلاف معمول گرم موسم اور پچھلے ماہ زبردست آندھی سے نقصان پہنچا۔ صرف ملتان ڈویژن خصوصاً ضلع ملتان میں جو آموں کی بہترین قسم کی پیداوار کے لئے ملک بھر میں مشہور ہے

. . . .

اس سال فصل کا پندرہ فیصد حصہ محفوظ رہا ہے اس سال فصل کو زبردست نقصان کے باعث آموں کی قیمتیں کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس علاقے میں آم کیڑے آم کی فصل کو بہت نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔ اور اس کیڑے کو مارنے کے لئے محکمہ زراعت کی کوششوں کا بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

سوئی گیس ملتان پہنچنا شروع ہو گئی

ملتان یکم جون۔ ایشیا کی دوسری سب سے بڑی ۳۴۳ میل لمبی ٹرانسمشن لائن کی تکمیل کے بعد سوئی گیس ملتان پہنچنی شروع ہو گئی ہے۔ سوئی ملتان کے درمیان سولہ انچ نصف قطر کی ٹرانسمشن لائن بچھانے کا کام ۱۴ دسمبر ۵۶ء کو شروع ہوا تھا . . . . اور یہ قریباً سترہ ماہ میں مکمل ہوا۔ برصغیر پاک و ہند میں دریائے ستلج پہلا بڑا دریا ہے جسے پائپ لائن کے ذریعے عبور کیا گیا ہے۔ سوئی ملتان لائن کے ساتھ برانچ ڈسٹری بیوشن لائنیں بچھانے کا کام بھی ملتان میں زیر تکمیل ہے۔ جونہی یہ کام مکمل ہو گیا ملتان کے صنعتی و تجارتی اداروں کو جن میں ملتان الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ بھی شامل ہے۔ سوئی گیس فراہم کرنے کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

بقیہ لیڈر از صفحہ ۲

خیال کرے گا۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ بیشتر اس کے کہ مزید توجہ دلائی جائے پانچ ہزار کی حقیر رقم جمع ہو جائے گی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جو شخص سستی یا کسی وجہ سے اس میں حصہ لینے سے محروم رہ گیا وہ بعد میں ضرور تاسف کرے گا۔ ہمارے خیال میں یہ بات تو آ ہی نہیں سکتی۔ کہ کوئی احمدی اس سے عمداً محروم رہنا چاہے گا۔ اور اگر اس میں ایک آنہ دیکر بھی حصہ لے سکتا ہے تو حصہ نہیں لے گا۔ ہمیں تو خوف یہ ہے کہ مخیر دوست مطلوبہ رقم اتنی جلد نہ پوری کر دیں کہ دوسرے سوچتے ہی رہ جائیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت میں ایسے احباب بھی ہیں جو اکیلے ہی ساری مطلوبہ رقم ادا کر سکتے ہیں۔

ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ یہ کوئی عام مسجد نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ یادگار رہنے والی چیز ہے۔ اس لئے لازماً اس کی عمارت معمولی سے زیادہ مضبوط و پائیدار اور زیادہ حسین و دلآویز ہونی چاہیئے ٭

ڈیگال کے وزیر اعظم بننے کی منظوری بقیہ صفحہ اول

سبکدوش ہونیوالے وزیر اعظم کو بھی شامل کیا ہے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق پیرس اور فرانس کے سات دیگر مقامات پر جنرل ڈیگال کے تقرر کے خلاف احتجاجی مظاہرے بھی ہو رہے ہیں۔ جن میں کمیونسٹ پارٹی کے ارکان خاص طور پر حصہ لے رہے ہیں۔ کئی ایک مقامات پر مظاہرین کی پولیس سے جھڑپیں بھی ہو چکی ہیں ٭

طیارہ گرنے سے ۴۴ افرانسیسی ہلاک

پیرس یکم جون۔ فرانس کی ہوائی سروس "ائیر فرانس" کا ایک مسافر بردار طیارہ کل الجزائر میں گر کر تباہ ہو گیا جس سے چودہ افراد ہلاک ہو گئے۔ الجزائری فوجی حکام نے جن کی نگرانی میں یہ طیارہ کام کر رہا تھا اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ طیارے میں سوار کوئی مسافر بھی زندہ نہیں بچا ہو گا۔ ہلاک شدگان میں دس فوجی مسافر بھی مارے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاز میں عملہ کے تین ارکان اور ائیر فرانس کا ایک نمائندہ بھی تھا۔

برائے اعلان عام

میونسپل کمیٹی ربوہ نے بذریعہ ریزولیوشن ۲ مورخہ ۲۸-۵-۵۸ سپیشل میٹنگ ہاؤس ٹیکس کی اسسمنٹ لسٹ مرتب کی ہے۔ لہذا پبلک کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جس دوست نے لسٹ ملاحظہ فرمانی ہو وہ دفتر کے وقت میں میونسپل کمیٹی ربوہ کے دفتر میں حاضر ہو کر ملاحظہ کریں۔ اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنا اعتراض تحریری طور پر مورخہ ۲۸-۶-۵۸ تک دفتر سیکرٹری میونسپل کمیٹی ربوہ میں پیش کریں۔

المشتہر: وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی ربوہ

تحریر ۲۸ مئی ۱۹۵۸ء